مولانا سمیع الحق۔ مدیر ماہنامہ الحق

وفاقی مجلس شوریٰ

نفاذ قوانین میں شیعہ سنی تفریق تباہ کن ہے

قاضی عدالتوں کو کتاب و سنت کا پابند کرنا ہوگا

وفاقی مجلس شوریٰ کے حالیہ اجلاس میں نظام عشر اور قاضی عدالتوں کے مسودوں پر مولانا سمیع الحق نے محدود وقت میں جو صرف دس منٹ ہوتا ہے یا اس سے بھی کم) مختصر خطاب میں دو ایک اہم امور پر توجہ دلائی جسے وفاقی کونسل کی رپورٹنگ سے من وعن پیش کیا جارہا ہے!

۷ر فروری ۱۹۸۴ء

جناب چیئرمین! مولانا سمیع الحق صاحب!

مولانا سمیع الحق: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین صاحب

عشر کے بارے میں ہمارے دوستوں نے نہایت فاضلانہ گفتگو کی ہے اور اس کے شرعی حیثیت سے جو نکات تھے وہ ہمارے علماء کرام نے بالتفصیل واضح کئے ہیں۔ اس وقت میں مختصراً تین نکات کے بارے میں کچھ عرض کروں گا جن کی طرف بعض حضرات نے اشارہ بھی کیا ہے۔ پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ اراضی کے متعلق زمینوں کے متعلق اسلام کا جو نظام محاصل ہے وہ دو چیزوں سے عبارت ہے۔ عشر اور خراج۔ تو ہم اس سمت میں جب قدم اٹھا رہے ہیں اور یہ ایک نہایت قابل تحسین قدم ہے۔ انشاء اللہ اس راستے میں جو خامیاں اور رکاوٹیں ہیں وہ آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں گی۔ لیکن ہم نے عشر کے ساتھ ساتھ خراج کے نظام کو بالکل یکسر نظر انداز کردیا ہے۔ خراج کا معنی یہ ہے کہ جو اراضی غیر مسلموں کی ہیں ان پر بھی عشر کی طرح ایک خاص شرح سے ٹیکس لگایا جائے عشر تو عبادات میں شامل ہے غیر مسلموں سے حاصل ہونے والے محاصل کو ہم عشر نہیں کہہ سکتے لیکن اسلام کی نظر میں

ایک اسلامی مملکت کے تمام شہری حقوق کے لحاظ سے بھی برابر ہوتے ہیں اور زاویوں کے لحاظ سے بھی۔ زمین جب اسلامی مملکت کی کسی مسلمان کے پاس ہے یا کسی کافر کے پاس ہے تو اسلام یہ نہیں کہتا کہ غیر مسلم کی زمین اسی طرح چھوڑ دو۔ اور صرف مسلم پر ٹیکس لگا دو یا عشر لگا دو۔ تو جو اراضی غیر مسلم حضرات اور شہریوں کے پاس ہے اس پر بھی خراج لگایا جائے اگر ہمیں اسلامی اصطلاحات سے شرم آتی ہے اور ہم احساس کمتری میں ضرورت سے زیادہ مبتلا رہتے ہیں تو ہم خراج کی بجائے اس کا نام کوئی اور بھی رکھ سکتے ہیں لیکن خدا کی زمین ساری برابر ہے۔ یہ جن لوگوں کی ملکیت ہے ان میں کسی کو مستثنیٰ قرار دینا اور کسی کو پابند بنانا اس کی کہیں اسلامی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ اس کے علاوہ ایک دوسری بات بھی بڑے درد اور افسوس سے کہتا ہوں اسے کوئی غلط معنی نہ پہنایا جائے۔ جناب وزیر خزانہ صاحب نے کل بڑے مدلل جواب دئے لیکن اس مسئلے کو انہوں نے ہلکا سمجھا اور رگول مول کے انداز میں اسے چھوڑ دیا۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم ایک مملکت کے مسلمان شہری ہیں تو ہمیں مکمل فکری یکجہتی اور یگانگت کی ضرورت ہے۔ ہماری حمزہ کمیٹی کی رپورٹ میں بھی اس جانب مناسب انداز سے توجہ دلائی گئی ہے کہ عشر کے معاملے میں یا کسی بھی اسلامی قانون کے بارے میں (دو) طریقے اختیار کرنا اور فقہی مسائل کو راستے کی رکاوٹ سمجھ کر کچھ لوگوں کو مستثنیٰ قرار دے دینا، یہ چیز آگے چل کر ملک کے لئے بڑی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے میں خدا کی قسم کسی تعصب کی وجہ سے نہیں کہتا ہوں بلکہ شیعہ حضرات کی خیرخواہی میں کہتا ہوں جنہوں نے خود مجھ سے بات کی ہے۔ یہاں میرے بھائی نصرت علی شاہ صاحب اور یہاں میرے کئی اور بھائی ہیں جنہوں نے اس وقت بھی اپنے جذبے کا اظہار کیا تھا کہ چند سیاسی طالع آزماؤں کی وجہ سے، اور وہ ہر فرقہ میں ہوتے ہیں۔ ملک گاڑی کو ایسی پٹڑی پر ڈالنا جس کا انجام بالآخر انتشار و افتراق ہو گا۔ یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ حدود آرڈی ننس کے مسئلہ میں ایسے ہوا اور پھر زکوٰۃ کے مسئلے میں بھی ایسا ہوا۔ اگر کسی فرقہ کو ہمارے فقہی مسلک سے اختلاف ہے تو ہم بڑی فراخ دلی سے اس کا خیر مقدم کریں گے۔ لیکن ان کے ہاں بھی ایک نظام ہے۔ کچھ قوانین ہیں، کچھ احکام ہیں اور شریعت اسلامیہ نے کسی فرقے کو بالکل آزاد نہیں چھوڑا۔

مثلاً ہمارے شیعہ حضرات کے فقہ میں بھی چار چیزوں پر عشر ہے۔ گیہوں، کھجور، کشمش اور جو میں۔ ان کی فقہ میں بھی ان چار چیزوں پر عشر ہے۔ اور جن چیزوں پر وہ عشر کے قائل نہیں ان کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ ان کا خمس دینا چاہئے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ سو من میں سے ۲۰ من دئے جائیں گے۔ اور اس کے محاصل بھی متعین ہیں۔ اور جہاں جہاں اس کا خرچ کیا جائے گا یہ مصارف بھی متعین ہیں۔ لہٰذا موجودہ طریقہ تو بے حد خطرناک ہے اس کی سارے عالم اسلام میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ احوال شخصیہ کا معاملہ الگ ہے۔

۔ پرسنل لاز میں ہم فقہی اختلافات کی گنجائش اور رعایت رکھیں گے۔ لیکن جہاں مسئلہ آئے گا

احوال عامہ کا، اور پبلک لاز کا تو اس معاملے میں تفریق کسی جگہ بھی اختیار نہیں کی گئی۔ اس کے ایک خطرناک پہلو کا میں نے بجٹ کے موقع پر بھی ذکر کیا تھا۔ ہم سنّی حضرات یا شیعہ حضرات کے لئے اس طرح اپنے مسلک بدلنے کا راستہ نکالیں۔ مالی مفادات کی وجہ سے ایک شخص فارم میں لکھے کہ میں فلاں مسلک سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور جہاں اسے نقصان ہے وہ لکھے گا کہ میں فلاں مسلک سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور جناب صدر صاحب نے خود ایک میٹنگ میں وعدہ کیا تھا کہ غلط ڈیکلریشن پر سخت سزا مقرر کی جائے گی۔ مگر زکوٰۃ کے مسئلے میں ایسا ہوا کہ ہزاروں لوگوں نے غلط ڈیکلریشن دے دیئے اور سنّی نے شیعہ لکھ دیا۔ تو کیا کسی ایک ڈیکلریشن کو بھی شریعت کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے؟ نقصان اس کا سنیوں کو ہے جو بدقسمتی یا خوش قسمتی سے اکثریت میں ہیں۔ لیکن وہ گھاٹے میں جا رہے ہیں۔ سنّی محض مالی مفادات کی خاطر، کیونکہ یہ لوگوں کی کمزوری ہے تو کئی لکھ دیتے ہیں کہ میں شیعہ ہوں۔ زکوٰۃ کے مسئلے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ یہی فارم کل ہمارے لئے دلیل بنیں گے کہ شیعوں کی اتنی بڑی تعداد ہے۔ تو تم شیعہ کو سنّی اور سنّی کو شیعہ بننے کا راستہ کیوں کھولتے ہو؟ اس کو اسلامی اصطلاح میں الحاد اور زندقہ کہا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ خدا کے لئے اگر حکومت نے اسلامی نظام نافذ کرنا ہے تو ان کے اصول کے مطابق، ان کے مسلک کے مطابق، ان کی رائے کے مطابق بھی کوئی طریق کار وضع کیا جائے۔ ان کو کھلا نہیں چھوڑ دینا چاہیئے۔ کمال تو یہ ہے کہ مصارف زکوٰۃ اور مصارف عشر کی تقسیم میں تو ہم نے کوئی تمیز متعین نہیں کی کہ اس میں شیعہ یا سنّی کا امتیاز کیا جائے گا۔ لیکن لینے تو آپ ایک خاص طبقہ سے ہیں اور دینے میں فراخ دلی اختیار کرتے ہیں خواہ شیعہ ہو خواہ سنّی ہو وہ لے سکتا ہے۔

ہمارے شیعہ دوست کہتے ہیں کہ حکومت عادلہ ہو؟ تب یہ چیزیں ہم پر لازم ہوں گی۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ حکومت عادلہ، اگر تمام امور کے عہدوں کے لئے، مناصب کے لئے، مراعات کے لئے حکومت حکومت عادلہ ہے۔ تو حکومت کی طرف سے جو ذمہ داریاں رعایا پر عائد ہوتی ہیں تو اس کے لئے وہ حکومت، کیوں حکومت عادلہ نہیں سمجھی جاتی تو میں کہتا ہوں کہ اس طرح بدقسمتی سے ایک چیز عوام کے دلوں میں پیدا ہو رہی ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ شیعہ اور سنّی ہمیشہ بھائیوں کی طرح رہیں اور ملک میں یہ آواز نہ اٹھے کہ لوگ آخر یہ کہیں کہ آج اس معاملے میں شیعہ ہم سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ آخر سنیوں کی طرف سے بھی یہ آواز اٹھے گی کہ بھائی جب یہ الگ ہو رہے ہیں تو ہمیں بھی الگ کر دو اور انہیں بھی الگ کر دو۔ خدا نہ کرے خدا نہ کرے ایسا ہوا تو یہ ملک کے لئے نہایت خطرناک ہو گا۔

کل جناب وزیر خزانہ نے کہا کہ یہ مسئلہ علماء کے افہام تفہیم کا ہے۔ کمال یہ ہے کہ کیا علماء کے افہام و تفہیم سے ایسے احکامات لاگو ہو سکتے ہیں جو حکومت خود لاگو نہیں کر سکتی۔ علماء کیسے بیٹھ کر افہام و تفہیم کریں۔ علماء تو آپ کو کہتے ہیں کہ بھائی عشر نافذ ہی نہ کرو۔ آپ کے جو علماء ہیں ان کی اکثریت آپ کے خلاف ہے۔ میں آپ کو یہ

حقیقت بتاؤں کہ علماء کہتے ہیں کہ عشر نافذ ہی مت کرو۔ زکوٰۃ نافذ کرو مت کرو۔ لیکن اس مسئلے میں تو آپ علماء کو نہیں دیکھتے۔ اور اس مسئلے میں آپ علماء کو کہتے ہیں کہ آپس میں افہام و تفہیم کریں جو علماء کے بس کی بات نہیں۔ باہمی مفاہمت پیدا کرنا ایک جہتی کو قائم کرنا ان قوانین ہیں، یہ حکومت کا اولین فرض ہے اور ان شاء اللہ دونوں طبقوں میں معتدل سنجیدہ اور مخلص حضرات موجود ہیں۔ وہ اس چیز کو بالکل گوارا نہیں کریں گے۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے لئے یہ راستہ آسان بنا دے گا ورنہ کہاں کہاں آپ یہ دوئی اور تفریق کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

تیسری گذارش میری یہ تھی کہ اخراجات کے سلسلے میں مسئلہ کو خواہ مخواہ الجھا دیا گیا ہے۔ شریعت نے خود کھیتی باڑی پر اٹھنے والے مصارف پر رعایت رکھی ہے۔ بارانی زمینوں پر زیادہ اخراجات نہیں اٹھتے۔ اس پر دسواں اور دوسری پر بیسواں۔ یعنی عشر کی اس کو رعایت دے دی گئی ہے۔ تو یہ ایک عجیب صورت حال ہے کہ اخراجات کو منہا کرنے کی پوری اسلامی تاریخ میں مثال نہیں ملتی کہ عشر نافذ کیا گیا ہو تو اس میں اخراجات کو منہا کیا گیا ہو پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی رعایت رکھی ہے۔ تو اس مسئلے کو اتنا نہ الجھایا جاتا اور عشر اور نصف العشر پر چھوڑ دیا جاتا۔

تو جناب والا! میری بنیادی بات وہ ہے جو درمیان میں میں نے کہہ دی کہ فقہی اختلافات کا یہ سلسلہ نہ ایران میں ہے نہ عراق میں۔ نہ مصر میں اور نہ شام میں ہے۔ خدا کے لئے اس سلسلے کو روکا جائے اور اس کی اب بھی تلافی کی جائے۔ شکریہ!

قاضی عدالتوں کے قیام کا مسودہ

۹ فروری ۸۳ء مجوزہ قاضی کورٹس کے مسودہ پر عام بحث میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا

مولانا سمیع الحق۔ نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب چیئرمین:۔ جہاں تک قاضی کورٹس کے قیام کے سلسلہ میں حکومت کے اور جناب صدر پاکستان کے ارادوں اور عزائم کا تعلق ہے اس کی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے۔ ایک اسلامی مملکت کا سب سے بڑا اور پہلا فریضہ اس ملک کے شہریوں کو عدل و انصاف آسانی سے مہیا کرنا ہوتا ہے۔ یہ مسلمانوں کی مدتوں سے ایک آرزو ہے اور پاکستان کے شہریوں کی کہ یہاں انصاف سستا ہو جائے۔ اس سلسلہ میں جو اصل مسودہ قانون ہے جو ہمارے سامنے ہے ایک تو اس کے بارے میں کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ یہ شاید پہلے سے علماء اور اسلامی علوم پر عبور رکھنے والے حضرات کی نگاہ سے گذرا ہے۔ حالاں کہ میرا خیال یہ ہے کہ یہ مسودہ اسلامی نظریاتی کونسل کو نہیں بھیجا گیا تھا اور نہ ہی اس پر اسلامی نظریاتی کونسل جو کہ ملک کے مختلف مکاتب فکر رکھنے والے اور جید علماء پر مشتمل